
AKHBAR
OUDH PUNCH
جلد ہشتم
Volume. VIII
1923
LUCKNOW
۱۹۲۳
اودھ پنچ
अखबार
अवध पंच
लखनऊ

ایک فلسفی

یعنی

(مرحوم مولوی کرامت حسین سابق جج ہائیکورٹ الہ آباد کے کارنامہ اخلاقی مصنفات) یہ وہ نادر تصنیفات ہیں جنہوں نے اردو زبان کو علمی زبان بنا دیا ہے۔ ملک کے ہر ایک بچے کو پڑھایئے اور کام کا آدمی بنایئے اگر خود پڑھیے تو زندگی کی قیمت بڑھایئے۔

علم الاخلاق۔ مسلم گرلز اسکول کے کورس میں داخل تھی۔ اردو یونیورسٹی حیدرآباد دکن کے نصاب تعلیمی میں شامل تھی۔ مجلد قیمت مع محصول ڈاک .... ۱۲؎

افراد کا سبب۔ پیشہ ور کے مطالعہ کی چیز ہے۔ اردو .... ۱۲؎

الدین والکون۔ یعنے موازنہ مذہب و سائنس۔ اردو ۱۲؎

امور عامہ۔ عربی۔ فلسفہ عقلی کا کارآمد متن ہے .... ۱۲؎

تاجر خریداروں کو کمیشن معقول دیا جائیگا۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

فرنچ طلا

کمی ملاقوی اور کمزوری کے لیے نفع بخش ہے اور بجدہ قوت پیدا کرتا ہے۔ تندرست اور معمولی مریضوں کے لیے عجیب تماشا اسکے لگانے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے اور روز اول کیفیت خاص محسوس ہوتی ہے چند روز استعمال سے پوری خیالی حالت پیدا ہو جاتی ہے قیمت فی بکس عہ نمونہ کا بکس صرف ۸؎ مع محصول ڈاک۔

مارول اینڈ کمپنی

پوسٹ بکس ۸۹۳ رنگون ملک برما

اصلی لذت النساء

با تصویر

اس کتاب میں ۶۲ آسن کی تصویریں مع [illegible] عورت کی پہچان اور اس کا رام کرنا مفصل [illegible] قیمت مع محصول ڈاک [illegible] فرمایئے [illegible] اصلی [illegible] قیمت [illegible] اصلی لذت النساء [illegible] نوٹ۔ فہرست کتب [illegible] طلب کیجیے [illegible]

منیجر اصلی کوک شاستر ڈاکخانہ قصبہ [illegible]

ضلع سہارنپور

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) مجلدات اودھ پنچ سنہ ۱۹۰۰ء کی چند ہی جلدیں بچ رہی ہیں شائقین جلد طلب فرمائیں قیمت فی جلد [illegible] مع محصول ڈاک (۲) جلد سنہ [illegible] کے (۱۰) نمبر ان نمبروں میں [illegible] کے بہترین [illegible] موجود ہیں [illegible] مضامین کے شائقین کو فوراً طلب کرنا چاہیے فی جلد عہ علاوہ محصول ڈاک۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سرکار سے رجسٹری کیا ہوا

سنہ [illegible]

لا فرزان کی دوا

[illegible] ۔ کمزوری ۔ [illegible] ۔ [illegible] کا دورہ ہے یہی شفا [illegible] بچوں کے [illegible] سے [illegible] [illegible] ہے۔ [illegible] ایک ہی خوراک سے [illegible] قیمت فی شیشی [illegible] ایک سال [illegible] محصول معاف [illegible] کو مفت دیگا۔

دودھ [illegible] یعنی دانہ کی دوا

[illegible] اور [illegible] صرف چوبیس گھنٹہ میں آرام کرنیوالی ہی ایک دوا ہے قیمت فی شیشی [illegible] ایک سال [illegible] محصول معاف

بال سدھا

کمزور اور دبلے پتلے۔ اکثر بیمار رہنے والے بچوں کو [illegible] اور [illegible] تو اس [illegible] دوا کو [illegible] کرا دیجیے۔ قیمت فی شیشی [illegible] ڈاک خرچ [illegible] بڑی فہرست ہر ایک کو [illegible] مفت دیگی۔ ہر شہر میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

پتہ:- سکھ سنچار کمپنی متھرا

جلد ۸ — نمبر ۲۰

مضامین عید

جمعہ ۲۵ مئی سنہ ۱۹۲۳ء

جنٹلمینی عیدی

اور گیا بس عید میں سجدے پڑتے ہیں فقط
گوشت کے بدلے سوئیاں دودھ کھاتے ہیں فقط

وہ فرنگن بن جانے سے گلے مل جائے گی
عید کے بدلے کرسمس ہم مناتے ہیں فقط

وہ سوئیاں کھائیں گے جنکے ہونگے منہ میں دانت
ہم جواں ہیں فیشنیبل کیک کھاتے ہیں فقط

بیوقوفی ہو اگر اے شیخ جائیں عیدگاہ
لیڈیوں کے ساتھ ہم گرجا میں جاتے ہیں فقط

پیچھے ہونے کی سی [illegible] نے پائی ہے کہاں
ہم ہیں تفریح پونڈ [illegible] لگاتے ہیں فقط

جب لے کھانے کو روزہ رکھ کے کیوں بھوکے رہا
لیتے ہیں رشوت بھی کیا تنخواہ پاتے ہیں فقط

روزے بھی چٹ کر کے ہم ہو کے بھوکے رہ گئے
اپنے گھر گھر سوئیاں کھانے جاتے ہیں فقط

اب جو ہوتا ہے تنگ سارے ہیں ان فرنگ
راب گڑ قند و شکر کھانے کو پاتے ہیں فقط

ہے غرض [illegible] ہو ہر جا ہے ان کی دوستی
ترک اور کیسے اب الفت بڑھاتے ہیں فقط

بولی وہ مس جب جھکا گمیں پے تسلیم عید
بے ادب آداب کو انگلی اٹھاتے ہیں فقط

سوراجی عیدی

نامرادوں کی مرادیں بن کے آیا یوم عید
جسقدر ماتم کدے تھے ہوگئے عشرت کدے

تھی برس دن سے ہمیں جن [illegible] شوق جستجو
آج وہ کرتے ہیں ہم کو شاد مل مل کر گلے

مہ جبینوں کی اجازت ہے کہ آنکھیں سینکئے
اپنے سایہ سے جو ڈرتے تھے ہوے وہ منچلے

ہائے اے سوراج نکلی تلب عقلت آشنا
پر کیا تو نے نہ ہم کو شاد اپنے وصل سے

دیکھ ہم کو ہم نے تیرے واسطے او بیوفا
روز و شب کتنے کیے تو نے ڈھنگ [illegible]

کام جو جس نے بتایا تیری خاطر سب کیا
تھا وہ جائز خواہ ناجائز ہمارے واسطے

چکیاں ہم نے چلائیں قید دشمن میں رہے
پھینک کر تلوار ہم نے ہاتھ میں چرخے لیے

بھیک در در مانگ کر [illegible] کیا سوراج فنڈ
کھانے پینے تک کو کنکوں کی طرح ترسا کیے

خیر جو کچھ ہم پہ گزری ہونے والی بات تھی
سر پہ [illegible] سارے تھے جو قسمت میں لکھے

التجا ہے اتنی گذارش آج دن ہے عید کا
ہم فقیروں کی دعا سے تو وصال [illegible] کر گئے

ڈر ہے جائے نہ [illegible] تیرے کہیں
اور اے سوراج اسکا خون ترے سر ہو رہے

نگمین جھالاواڑی تلمید حضرت نیرنگ کاکوروی مدظلہ

مزیدار نذرانہ

تنگدستی میں کرے کیا کوئی جلسا عید کا
مفلسی میں ہے فقط وسلمہ سارا عید کا

آٹھ دن پہلے سے تھا گھر میں تقاضا عید کا
باندھنا لازم ہے دم میں کس کے تو تا عید کا

ہو گیا ہے مفلسی میں زہر آنا عید کا
پیٹ پالیں یا کریں سامان جیسا عید کا

باندھے بیٹھے ہیں لنگوٹی عیدگہ کے سامنے
ریشمی بنواتے تھے جو پاجامہ عید کا

چلدیئے ٹھینگا دکھا کر اب جو رمضانی میاں
دم میں مردوں کے بندھا ہے [illegible] تو تا عید کا

آئیں جب گھر پر مبارکباد دینے رنڈیاں
گالیاں سن کر گئیں۔ انعام یہ تھا عید کا

سن کے ہو جاتا ہے جی آنسو ٹپک پڑتے ہیں آہ
یاد جب آتا ہے وہ اگلا زمانہ عید کا

ان کو کچھ بھی نہیں ہوتا میسر دیکھیے
جو سفر لاصلی بناتے تھے انگرکھا عید کا

وائے قسمت سامنے ٹکڑوں کی سوئیاں ہیں دھری
کیسا یہ منحوس دن امسال آیا عید کا

عیدگہ میں جا رہے ہیں بھائی مومن جوق جوق
سوکھے ٹکڑوں پر ادا کرتے دوگانہ عید کا

جیب خالی ہو تی باقی نہ ہے گنڈارہ گیا
گر گیا اقبال آئے لطف اب کیا عید کا

مل گیا وہ آج اگر ہم سے آدھی رات کو
بنیئے اک جان سے کر کے بہانا عید کا

جب پڑھا ہم نے قصیدہ راجہ جی کی شان میں
خالی خولی۔ واہ واہ! انعام پایا عید کا

نفس سے شتاز کے جب پیٹ میں لڑکے پڑے دو
چوک والی کس طرح کاٹے ترانا عید کا

راقم — کامن فتحپوری
بقیہ — دروازہ ڈریش کی ایسا زاری

تحفہ عید

مبارک مرے پنچ صاحب کو عید
کہ ہے فصل عسرت کا یہ دن کلید

دعا ہے خدا سے یہ جو شر ہیں کرے
نکل جائے پیچھے سے دشمن کی لید

لالہ شاہی تحفہ

عجل ایڈیٹر کے ہیں کاساتی آ گئے
یہ شوکت ہے سب وکٹوریں کی بدولت

مجاک بچتی ہے گا رہی ہے عزیزن
ڈٹے ہیں بجھنے ارباب محبت

دیگر

علامہ ہے عالم میں عید آ گئی ہے
لنگوٹی گزی کی گھر بھا گئی ہے

نہ مشروع سے مطلب نہ اطلس کی خواہش
یہی بات گاندھی کی سمجھا گئی ہے

دیگر

کہاں سے جائے کے لے آئی ہم سر سنگر
کہ جیب خالی ہے تیوہار آئے گا سر پر

سوراج ہوی کے مرید لاکری برسن
نہ پائی دودھ پیئے گا جو عید [illegible]

تحفہ دیگر

اب میاں کی جیب میں باقی نہ گنڈارہ گیا
اک فقط کہ مجھے یہ قالم کا جھنڈا رہ گیا

مٹ گیا اقبال جب پھر گیا نوشی ہو جیسے
عقل کا ہاتھوں میں راجہ جی کے گنڈارہ گیا

دیگر

ٹوپی ہے کہ دو سو کی کمر کی تنخواہ   وہ چپ کی عید آگئی بن کوٹ شیروانی
پیسہ نہیں کہ رہیں نہ گھر میں ایک دانہ   دلی میں زندگی بھر وہ کر کیا ہنسی آوے

دیگر

مفلسی کہ رہی ہے یہ پکار سی   عید آمد بہ ذلت دخواری
مسجدوں میں یہ شور و غوغا ہے   ختم شد سلسلہ سے افطاری

راقم ـــــــــــــــــــ کاہن فتحپوری

راقم ـــــــــــــــــــ خاموش بھائی یا مدرسہ کا بھوت

عید مبارک

ڈیر پنچ۔ کیا عرض کروں حضرت رمضان نے تو ایسی تکمیل تمامی کر آنا کے سے وادی مضامین کی سیر شوار بلکہ محال ہوگئی۔ شرمی سحر کے ذریعہ سے سحر کرکے اپنا کمرہ مچوایا کانگریس اور خلافت کمیٹی والے منہ تکتے ہی رہ گئے مگر مولانا رمضان نے خوف معصیت دلا کر قانباً ہوم کا میدان فتح کرکے تمام عالم میں سوراج کا ڈنکا بجایا۔ گروہ مسلمین کو ایسا قانون شرع کا پابند کرلیا کہ ہر نا کو ایڈیٹر روزہ دار کی آزادی بالاے طاق ہوگئی جس کو دیکھیے پلنگ پہ دراز چاروں شانے چت صورت مراقبہ آنکھیں بند کیے گردیدہ دل ہے عالم غنودگی میں قدرت خدا کا تماشا دیکھ رہا ہے ساری ہڈیاں پسلیاں سینے کی چپاتی کی طرح کھول کر رکھ دیں چہرہ پُر رعب چوستے ہوئے آم کا نمونہ عقل گم حواس غائب۔ دروازہ ذہن مقفل۔ خزانہ مضامین و دماغ الا خُس ننگ آمد شد کی تحصیل۔ اس کے علاوہ قانون شرع نے ایسا ادب آموز کر دیا کہ ادھر کوئی لفظ بیجا منہ سے نکلا اور سامانی چپراسی (فرشتے) احتساب کا وارنٹ لیے جرمانہ استغفار وصول کرنے آ پہنچے۔ بھر ہے اور کی تو بہ کیے بغیر چھٹکارا نہیں۔ خدا خدا کرکے اب موصوف نے روانگی کا احرام باندھا تو سب کے رندوں کا منہ کھلا۔ تبدہ عید ملنے کے لیے تیار ہے۔ و یہ غیر قبول فرمائیے۔

جو یاد آگئے تم مجھ کو یار عید کے دن   دہانہ پھر رہے دل کو قرار عید کے دن
لپٹ کے کے ہی دن بوسہ میں روئے تاباں کا   کریں وہ خواہ جانے ہزار عید کے دن
بلا ہے حُسن روان کا غضب کی وہ زینت   عیاں ہے قدرت پروردگار عید کے دن
ملا جو غیروں سے وہ یاد آگئے اس دم   گو ہوتے وہ بھی یوں ہی ہمکنار عید کے دن
سنبھل سکا نہ کسی طرح وہ جو یاد آئے   بچا جو دل ہوا بے اختیار عید کے دن
مری یہ چشم تمنا بہ صد حسرت فرقت   عوض خوشی کے رہی اشکبار عید کے دن
وہ سارا رنج و الم دل سے دور ہو جاتا   گلے جو ملتا مرا غمگسار عید کے دن
تڑپ تڑپ کے رہی چشم منتظر لیکن   نظر نہ آیا کہیں وہ نگار عید کے دن
گماں سے ضبط دل ناصبور میں لاؤں   وہ چھیڑتے ہیں مجھے بار بار عید کے دن

وہ سال بھر کی کدورت نکل گئی دل سے   خوشا کہ ہی گیا مجھکو پیار عید کے دن
کسی کی زلف پریشاں کا پھر ہوا سودا   نظر جو آئے سویوں کے تار عید کے دن
کہیں ہے نغمۂ بلبل کہیں ہے خندۂ گل   عیاں ہے جوش شباب بہار عید کے دن
ریاض دہر میں خوش ہو کے صورت بلبل   چہکتے پھرتے ہیں سب روزہ دار عید کے دن
پیام کہہ دے صبا تو ریاض کا ان سے   کہ یاد کرتا ہے یہ خاکسار عید کے دن

راقم ـــــــــــــــــــ ریاض

وہ بدلا از رو معنی ہے سخن کا دوسرا پہلو
طرار دیکھیے گا اشہب طبع سخنور کا

بندۂ درگاہ نے دُنیا کے سب بکھیڑوں کو طلاق دے دی۔ البتہ زمانہ حال کا موجودہ رنگ پسند خاطر ہے اسی کا اظہار تغزل میں بھی کیا جاتا ہے زیادہ والسلام

وہ وصل!

ہے ہے گا جسقدر کہ بہار وطن کا رنگ   اتنا ہی شوخ ہوگا ہمارے سخن کا رنگ
وہ بلبلیں وہ گل وہ گلستاں ہوا ہوئے   چرخ ستم شعار نے بدلا چمن کا رنگ
اے چرخ رنگ خون شہید وطن ہے اور   رنگ شفق سے شوخ ہے اُسکے کفن کا رنگ
بگڑا ہے میکشوں کی نہ دور شراب آج   ساقی بدل گیا ہے تری انجمن کا رنگ
عالم کا رنگ چرخ کی گردش نہیں روا ہے   بدلا مگر کچھ ایسی حد کے چمن کا رنگ
جب اُلوطنی کی بو تو دماغوں میں بس گئی   اب کیا جچے نگاہ میں مشک ختن کا رنگ
کیوں قفس میں بلبل رنگیں نوا پڑے   صیاد تیرے ظلم سے بدلا چمن کا رنگ
جھک کر سلام کرنے لگے سب بلند و ساز   بدلا جو تم نے حضرت فتنہ سخن کا رنگ

راقم ـــــــــــــــــــ ان۔ش بجالا وازی از لکھنؤ

واردات خلوت

بوقت پھول جو برسے مجھ پہ آج گلشن سے   جلا کر گئیں بلبل نے بچھے میرے دامن سے
کیا دے کر دل بیمار کا قطرہ سے وہ احسان   قیامت کا ستم ہوا کہ تر سکا نہیں جو میری گردن سے
دکھاویں روئے زیبا گر دم آخر تو اچھا ہے   بالمنیاں نکلے تاکہ یہ جان حزیں تن سے
وہ آتے جاتے ہیں نام خدا اب راہ پر کچھ کچھ   خدا محفوظ رکھے رخنہ اندازی دشمن سے
ہوا ہے یار کی آزردگی و رنج کا باعث   اگر زندہ رہے تو کیدن کھینچیں گے دشمن سے

اگر وہ بعد مردن آئے بہر فاتحہ۔۔۔۔۔۔
قدمبوسی کی خاطر دل نکل آئیگا مدفن سے

راقم ـــــــــــــــــــ سائق ایجسر



مُلکی مشاغل

بیراگی "راگ ہے رنگ ہے۔ دخلیابی کونسل کا آہنگ ہے"

ہندو "شدھی کی اُمنگ ہے۔ عزم رزم ہے قصد جنگ ہے"

کانگریس "بس پھر تو قافیہ تنگ ہے"

نمک

مولانا اودھ پنچ! آداب تسلیم کورنش مجرا فرشی وغیرہ کا پلندہ پیش کش ہے۔ بقول بادجناب ہی نہیں بلکہ تمام اخباری دنیا میں غل ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر بالقابہ نے تجاویز کے بھٹے کچالوؤں میں (افزائش محاصل کا) نمک ملا دیا۔ نمک خواران کونسل ڈکھ ڈکھ چٹخارے لیتے رہے مگر مختار کے آگے ایک نہ چلی۔ اب کوئی کہتا ہے کہ شورش کی زیادتی بغیر بے نمکی کے رفع نہیں ہو سکتی تھی۔ کوئی نمک ریز منکر ہے کہ حق نمک کی قدر افزائی کا یہی وسیلہ تھا۔ کوئی صاحب کہتے ہیں یوں نمک پاشی فرماتے ہیں کہ یہ زمانہ ریفارم کا ہے۔ شاہ انگلستان جب بزمان ولیعہدی یہاں تشریف لائے تھے تو انھوں نے نمک کا محصول معاف کر دیا تھا۔ اس عطیۂ شاہنشاہی سے لوگوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ نمک پر ایسا اوتار ہو جو ہے کہ بہتوں کو جذام نے گھیرا اور لگا پھوٹ پھوٹ کے نکلنے۔ ہمارے ریڈنگ صاحب ٹھہرے ڈاکٹر۔ آپ جانیے قول الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ بھلا طبیعت اصلاح پسند کیوں گوارا کرتی کہ جذام کو ترقی ہو اور آپ بیٹھے دیکھا کریں۔ لہٰذا آپ نے محصول بڑھا دیا کہ ہو گا بانس نہ بجے گی بانسلی۔ وہاں زخم ہونٹ چاٹتے ہی رہ گئے آپ نے نمکدان میں ٹانٹ لگا دی۔ اس حرکت پر اگر کسی کے مرچیں لگیں تو یہ اسکی بدمزگی ہے حضرت کا کوئی قصور نہیں۔

بعض محبین بجٹ کے توازن کا مسئلہ یوں حل کرتی ہیں کہ نگوڑی مرچوں کو بھی دون لگے بارہ آنے سیر بکتی ہیں اکیلا نمک کس کی آنکھوں میں چبھتا خوب کیا جو محصول بڑھا دیا بی بی مرچ ہیں ہیں تو میاں نمک کیوں بچے رہیں چنچل نگوڑے دار کس کام ڈاکٹر لوئی کرتی دنیا کو نمک اور مرچ دونوں کے استعمال کی اجازت نہیں دیتے اور فرماتے ہیں کہ نمک انسان کی غذا ہی نہیں۔ سوا سے طوطے کے ہی کوئی جانور نہیں کھاتا۔ اور سوائے مولی اور شلجم کے کوئی ترکاری نمکین (کھاری) دنیا میں مروج نہیں۔ لہٰذا قدرت کا یہ منشا ہی نہیں کہ کوئی نمک اور مرچ کھائے۔

مولانا ملح الدین کا ارشاد ہے کہ نمک کے زیادہ استعمال سے شورہ زار جسم میں داڑھیوں کی جھنڈیاں چھتری ہو گئیں گھنی اور گھنیری ہو رہیں لہٰذا جو چیز کہ سنت کو ضرر پہونچاتی ہے اسکا استعمال قطعاً ناجائز ہے۔ اگر سرکار والا تبار نمک کو واجب آتا نمک کا رواج قانوناً مسدود فرمائے تو یہ حکم بالکل شرع کے مطابق ہو گا۔ بایں معنی کہ ہر صغیرہ اصرار (کثرت ارتکاب) سے کبیرہ ہو جاتا ہے ممکن ہے کہ لوگوں کی نمکخواری آیندہ نسل کو داڑھیوں کی نعمت سے محروم کر دے اور ہر مرد کر زنانا ہو کر غیر مقبول الشہادۃ ہو جائے تو نہایت خرابی ہو گی۔ پھر کوئی چیز ہاتھ پھیر پھیر کے رشد کا ذریعہ رہ جائیگی

ڈاکٹر بنٹو ماہر علم الحیوانات فرماتے ہیں کہ انسان بھی اگلے زمانے میں بندر کی طرح بالدار تھا جب سے نمک کھانے لگا بالوں کی قدرتی کملی سے محروم ہو گیا۔ لیس اقتصادی حیثیت سے جز و سی و کفایت کا مقتضی یہ ہے کہ نمک سے پرہیز کریں کچھ تعجب نہیں کہ آیندہ نسل بھالو کی صورت پیٹ کے بھٹ سے نکلے اور پوشاک کے جھنجھٹ سے بری ہو جائے۔ نہ کھدر کی ضرورت رہے نہ پشمینہ کی۔ تن کے ساتھ جامہ بڑھتا رہے نہ دھوبی کی دھلائی سے مطلب نہ درزی کی سلائی سے کام۔ اور لنکا شائر کے کارخانے بند۔ ہندوستان کے چیلی گھر دیدہ بے نور۔ توشہ خانے خزانہ ہند کی طرح تہی دست۔ بزازوں کی دوکانیں افیونی کی آنکھ۔ لنگوٹی بیکار۔ لہنگا معطل۔ بستر مستر د

مولانا پنچ ان اقوال تجربیہ کے ہوتے کسی جرید ملکی کو ہرگز نکتہ چینی کا حق حاصل نہیں ہے ہمارے حکیم الدہر لارڈ ریڈنگ کو جو شخص "پیش طبیب مکلا پیش ملا طبیب پیش محمود ہیچ پیش ہیچ محمود" کا طعنہ دیتا ہے وہ بیوقوف ہے اور اس قابل ہے کہ حکومت کے بے ریا دوست جے آنریبل عبد نسٹ کی عدالت میں پیش کیا جائے جسکے تک حق مہینہ ہیں بجا سے اکثر جیسے بدمزہ جیاند کے خوان مستفید ہوتے رہتے ہیں۔

راقم

مولانا فتح دھرم خاں علیہ الرحمۃ والغفران

بے منھ وے باتیں

سی راجگو پال اچاری کا ارشاد ہے کہ ہم شمار میں چند دو کھادے کے ہندو بڑھانے کی فکر میں ہیں تا عید قرباں سر پر ہے قربانی کی نیت میں انتقام کی پُٹ بھی شامل ہو گی۔ ہزاروں گائیں ذبح ہونگی اور ان کا خون ہماری گردن پر ہو گا۔

انگلشمین کلکتہ مورخہ مئی سے البشیر اور البشیر سے دہلی لاہور گیشن رائے سکرٹری ہندو سبھا کا قول نقل کرتا ہے:-

شمال مغربی سرحد سے ہندوستان پر کسی نہ کسی وقت حملہ ہوتے رہے گا۔ مسلمانان پنجاب افغانی حملہ آوروں کا ساتھ دینگے پنجابی مسلمانوں کو اس قابل نہ رکھنا چاہیے کہ وہ افغانوں کی مدد کر سکیں تحریک خلافت میں ہندوؤں نے اسلئے ساتھ دیا تھا کہ خلافتی دباؤ میں یہاں اسلام ہم اور افغانیوں کی ہمدردی آ جائے ہمیں کامیابی نہ ہوئی لہٰذا ہندو اب اپنی کمر کو مضبوط بنا رہے ہیں شدھی اسی مضبوطی کی ابجد ہے۔

ان دونوں میں سے خدا جانے کس شخص کا خیال صحیح ہے۔ مسلمان بے زبان گائے پر اپنا غصہ اتارینگے یا افغانوں کو اپنی حمایت پر بلائینگے ایجا نب تو دونوں باتوں کو پسند نہیں کرتے مگر مسلمانوں کے مذہبی تعلقات جو بیرون ہندوستان سے ہیں وہ ہرگز منقطع نہیں ہو سکتے نہ ایسی تدبیریں کسی گروہ کو ہندوستان سے فنا کر سکتی ہیں خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان۔ البتہ اسمیں شک نہیں کہ حماقت دونوں جانب سے دھوم کر رہی ہے۔ کوئی جمہوریت جو حماقت سے مرتب ہو بکار آمد نہیں ہو سکتی

ہندوستان ... گورنمنٹ سے عنقریب ساجھا پڑے گا۔
امیدوار بودہ باشند۔

آزاد کانپور کو ہمدم لکھنؤ سے شکایت ہے کہ وہ ہندو لیڈروں کی نسبت غلط خیالات رکھتا ہے یعنی ہمدم نے چنتامنی صاحب کی نسبت یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ اپنا وقت ہندی زبان کی ترویج اور ہندو سنگھٹن کی حمایت میں خرچ کرینگے حالانکہ وہ بیچارے ہندی زبان میں تقریر کرنا پسند نہیں کرتے بلکہ ابھی تک انھوں نے انگریزی زبان کو ملکی زبان کا درجہ دیا ہے انکی مادری زبان تامل ہے وہ تامل دیس کے رہنے والے ہیں۔ دلیل معقول ہے مگر اسکو کیا کیجیے گا کہ انھوں نے بجائے تامل کے ہمیشہ ناگری یا ہندی رسم الخط کی تائید کی ہے۔ ایک وقت تھا جبکہ اس تائید کی بدولت ملک میں بہتوں نے نام پایا تھا۔ انھیں میں سے ایک مالوی صاحب بھی ہیں اب بھی وہی لنگا ہے وہی ساری ہے۔

نٹ باز

پنچ ل خدا۔ خدا ل پنچ

اک نہ اک روگ ہی رہا ہم کو
درد سر کم ہوا بخار آیا

اقبال الدولہ مرحوم ہندوستانی نواب زادے عراق ہجرت کر گئے اور پھر وہیں کے ہو رہے۔ ترکی گورنمنٹ بھی ان سے راضی تھی انگریز بھی خوش تھے۔ ان کا اقتدار والی بیئے گورنر سے کسی طرح کم نہ تھا۔ قبائل عرب کے تمام سردار ان کے محکوم تھے۔ انھوں نے ایک پیر فرتوت عرب کو اپنا باپ بنایا تھا معنوی پدر بزرگوار دربانی کی خدمت پر مامور تھے۔ بارہا ہندوستانی دوستوں کے سامنے انھوں نے اپنے نقلی باپ کو ابا ابا کہہ کے پکارا اور جب ان لوگوں نے تعجب کا اظہار کیا تو فرمایا کہ حضرت آپ اس مصلحت کو نہیں سمجھ سکتے اور جب بے تکلف احباب نے باصرار پوچھا تو کہنے لگے کہ یہ لوگ جس کسی سے ناراض ہوتے ہیں تو کہتے ہیں۔ "لعن ابوک" "لعنت لعن اللہ اباک" خدا تیرے باپ پر لعنت کرے لہذا میں نے اس بڈھے کو اپنا کی سپر بنایا ہے کیا سمجھے کہ غریب والد مرحوم کو میرے اقبال سے کوئی علاقہ نہیں۔ ان بیچارے نے عرب کی زمین خواب میں بھی نہ دیکھی ہوگی۔ ان کو مفت میں کیوں گالیاں کھلواؤں۔ عجموں کا بھی یہی طریقہ ہے جہاں کسی نے انکی مرضی کے خلاف کوئی کام کیا جھٹ سے کہہ بیٹھتے ہیں "خدا ے پدرت را بیامرزد" گالی کی چوٹ خالی نہیں جاتی میں نے نشانے کو نزدیک کر لیا ہے تاکہ گولی (گالی) کو دور جانے کی زحمت بھی نہ ہو اور ناکردہ گناہ والد ماجد کی ہڈیاں بھی محفوظ رہیں۔

ہمیں یہ نہیں معلوم ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا سے بھی کسی کو باپ مارے کا بیر ہے یا نہیں لیکن اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ مصارف کی کثرت نے ہمیشہ ایک معنوی باپ کو دربانی کی خدمت پر مامور رکھا ہے۔ خواہ انتظامی مصارف ہوں یا فوجی کوئی شعبہ اس معنوی باپ سے خالی نہیں جب کبھی کالم گلوچ کی نوبت آئی یا کسی بد نظمی کا رونا ہی یاد آتی ہے "لعن ابوک" کہتی ہے تو جھٹ شعبہ مذکورہ کا نقلی پدر سینہ سپر ہو جاتا ہے شعبہ مذکورہ کے اصلی والد مکرم صاف بچ جاتے ہیں مثلاً شکایت ہوئی کہ ہائے ہائے ہندوستانیوں کو بڑے بڑے ذمہ داری کے منصب نہیں دیے جاتے جتنی اسامیاں ہیں گورے رنگ والوں سے بھری پڑی ہیں۔ لعن ابوک۔

مگر یہ لعنت کس پر؟ ہندوستانیوں کی کم علمی ناتجربہ کاری پر! عقل بیچانے والوں نے پھر شور مچایا۔

واویلا واصیبتا۔ ہم کم علم رہے جاتے ہیں جہالت کا زور ہے پڑھانے والا کوئی نہیں سکھانے والا کوئی نہیں۔ لعن ابوک۔

تعلیمی سرمایہ سب تم خود گئے گذرے ہو۔ یارو کیا لعنت ہے جب ہمیں کوئی نہیں تعلیم دیتا تو میں تربیت کیونکر ہو تم نوکری کے چکر میں پڑے ہو تجارت سے کچھ سروکار نہیں رکھتے۔ جیب خالی ہے۔

دفعتہً فریاد بلند ہوئی۔ ارے رورو ہم لٹ گئے مر گئے پس گئے مار ہے بیداد ہے۔ یہی تجارت کو ہم سے خواہ مخواہ کی دشمنی ہے کوئی پوچھے کہ ہم نے ان کا کیا بگاڑا ہے۔ ارے یہ مفت کا رونا کیسا۔ کیا ہم آدمی نہیں ہیں۔ لعن ابوک۔

تجارت کے رب النوع صاحب ہیں برجیس آگے بڑھے "نالائقو تجارت کو گالیاں کیوں دیتے ہو اپنی کاہلی اور ناپاک بچے کو صلواتیں سناؤ دھن ہے بلاؤ، زردہ لاؤ مجھے منگا کے کھلاؤ۔ ہاتھ پاؤں کی کاہلی اور تم میں ہو بچیس جائیں۔ صنعت ہے نہیں حرفت ہے نہیں۔ پھر بھلا تجارت کو فروغ ہو تو کیونکر ہو۔ عجب نامنصف ہو۔ دلالی کا نام تجارت نہیں ہے۔ کوئی اپنا گوشت کھا کے موٹا نہیں ہو سکتا۔

اے لیجیے استخارہ صاحب نے سر پیٹنا شروع کیا۔ وا حسرتا۔ ساری دنیا کھاتی ہے ہم ترستے ہیں۔ سب مزے اڑا گئے ہیں ہم تیرا بیلا شکے بیٹھے ہیں صدہا برس کی تعلیم کو دیکھیے اور ہمیں دیکھیے۔ ارے غضب خدا کا۔ وہی ہم ہیں جنھوں نے دلی کا سدا گرم حمام بنایا تھا۔ وہی ہم ہیں جنھوں نے ناخونوں میں سوراخ کر کے منکے کی مل اور جالی بنائی تھی۔ وہی ہم ہیں جنکا کمخواب اور مشرو دیکھ کے ولایت والے دنگ رہ جاتے تھے۔ وہی ہم ہیں جنھوں نے ایک دورتی کے موتی سے تیس دھاریں فوارے کی نکالی تھیں۔ وہی ہم ہیں جن کا بنایا ہوا رنگ آج بھی دیواروں اور مشبوں پر لوگ دیکھتے اور عش عش کرتے ہیں۔ ہائے اب نہ صناع ہیں نہ موجد۔ لعن ابوک۔

اپنی صنعت و حرفت کے قبلہ گاہ صاحب پیچھے سے بڑھتے آ دھمکے "یہ کیا ہنک مچا رکھی ہے۔ واہ ہوت ڈبیا اس کو لی سے نظم لکھا۔ ابھی تک منہ سے دودھ کی بو نہیں گئی۔ اپنی بڑائی صنعتوں کا بڑائی لکھنا تمہارا کام تھا۔ کسی کی جوتی کو کیا غرض پڑی ہے جو تمہاری بوالفضولی کا بوجھ اپنی گردن پر لے۔ تم آپ قبروں کی مٹی سازی پر رنجھے۔ اپنی صنعت

مرلت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ مقابلہ (کمپیٹیشن) میں
پیچھے رہے۔ کنکوا اڑایا کیے ہوائی جہاز کا خیال
نہ کیا۔ تمہارے سوجوں نے اپنی ایجاد اپنی ذات
تک محدود رکھی کوئی مدرسہ نہ کھولا کوئی تربیت گاہ
نہ بنائی۔ اب مشین اور ہاتھ کا مقابلہ ہے۔ بینک
کھولو۔ سرمایہ کی مشترک کمپنیاں بناؤ۔ ولایت سے
مشینیں منگواؤ۔ تمہارے بھی دن پھریں"

غلغلہ برپا تھا۔ دُہائی ہے تباہی ہے جو تباہی
ہے۔ اور سب کاموں میں تو ل جوا نصیبوں کے
پھوٹنا پڑ گیا۔ ہماری ہمتیں ہر طرح پست کر دی گئیں
جب ہمارا مال تجارت ہمارے یہاں کے جہازوں
میں لندن کے بندرگاہ پر پہنچا تو وہاں کے کارخانہ والے
پیٹ پکڑ کے جا بیٹھے سر پر آسمان اٹھا لیا کہ ہندوستانی
سستے کاریگروں کا مقابلہ ہم نہیں کر سکتے۔ اگر ہندوستانیوں
کے بنائے ہوئے بقیمت کمتر بصنعت بہتر جہاز انگلینڈ
کی بندرگاہوں میں اینڈتے پھرے تو ہمارے
بال بچے فاقوں مر جائیں گے (تاریخ ہند از ٹیلر)
ایجادات و اختراعات کا بیج ناس ہو گیا۔ قدر دان
نہ رہے۔ حوصلہ بڑھانے والے نہ رہے۔ ہمارے
مال پر محصول۔ غیروں کا مال محصول سے مستثنیٰ
کیسا مقابلہ کرنے کا مظاہرہ۔ ہر ایجاد پر قانون
مسلط۔ ہر پیشہ پر قانون جاری۔ ارے اس تعصب
کا کیا ٹھکانا ہے۔ بر پدرش لعنت۔

سرکاری رفتار صاحب بھلا یہ گھر کی بات
کس دل سے گوارا کرتے اور کس کان سے سنتے
ایک دفعہ تحقیقاتوں کا پلندہ بغل میں دبائے
پتلون کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے نازل ہی تو
ہو گئے۔ ابجی کیا غل غپاڑہ مچا رکھا ہے اپنی
قسمت کو کیوں نہیں کہتے بھلا کوئی سال بھی
ایسا گزرا کہ قحط کا سامنا کسی نہ کسی حصہ ہندوستان
کو نہ کرنا پڑا ہو۔ تھا گیا انہی ایسی تیسی میں۔ مشینیں
طاعون جب دیکھو موجود۔ اسے بھی ہونے میں
پھر تمکو ابھی تمہیں وہ بلا کی دشمنی ہے کہ کبھی تو
ہندو مسلمان کو ور گھیرے چلا جاتا ہے۔ مسلمان ہندو
کو دیکھ کے چڑا جاتا ہے۔ آج کیا ہے

دسہرا اور محرم لڑا۔ کل کیا ہے ناقوس اور اذان
میں ہیر پھیر ہو گئی۔ پرسوں کیا ہے عید کی قربانی
پر کٹنے مرنے ہیں۔ ترسوں گائے کشی پر چھریاں
چل گئیں۔ اترسوں اردو ہندی کا جھگڑا اٹھ کھڑا
ہوا۔ بھلا یہ منہ اور مصالحہ۔ دلی کدورت کا غبار
چھلکے ہو۔ اشتعال کے پانی میں گوندھتے ہو اور
ایک فساد کی صورت بنا کے لے آتے ہو۔ بھلا یہ
باتیں گھر بنانے والی ہیں۔ جہاں ایسی باتیں ہوں
وہاں تباہی کے ڈھونڈنے کی کیا ضرورت ہے۔
رہی سرکاری امداد۔ تو ذری چہرے کی عینک
لگا کے دیکھو۔ خدا غارت کرے روس کو ہر وقت
ہندوستان ہی ہندوستان کی رٹ لگاتا رہتا تھا۔
ایک سرکار کا دم ہے بیچاری کہاں تک ہر چیز کی
تاک لے۔ وہ تو کہیے کابل بیچارا سے رہتی دنیا تک
اس نے گیڑی سنبھال دی۔ پیٹ میں دس بارہ لاکھ
روپیہ سالانہ رکھا اور رڈانٹ بن گئے ورنہ کابل
کے مونگھٹر میں پھنس گیا ورنہ اس روس ناہنجار
نے اینٹ سے اینٹ بجا دی ہوتی۔ یہ ہم مانا
کہ غدر والا زمانہ اب نہیں ہے نہ ہماری بھاری
تھیلیاں جوڑے ہیں نہ جواہرات کے صندوقچے
نہ اشرفیاں ہیں نہ روپے لینا لانا دینا کچھ نہیں ایک
اکیلی چھیڑے چھٹانک ذات یا نیم مردہ فاقہ زدہ
جان ہے جسے تم لے کے آسانی بھاگ سکتے تھے
لیکن آخر زحمت تو ہوتی۔ اب اس زمانہ بچارے
چھٹکی ہی تو کمبخت سرحدیوں نے ناطقہ تنگ کیا ہے۔
ہر سنے چھیڑ خانی کرتے ہیں۔ خیر سرحدی جرگوں کا
گھاؤ تو ناسور ہو گیا۔ اب اسکا ذکر ہی کیا لیکن
روسی اپنے ہتھکنڈوں سے باز نہیں آتے۔
کمبختوں نے ایک نیا مذہب ایجاد کیا ہے جس کی
اشاعت کرتے پھرتے ہیں۔ ارے ان سے خدا بچے
کہتے ہیں سے

بنی آدم اعضائے یک دیگرند ۔ کہ در آفرینش ز یک جوہرند

سنئے صاحب بولشویک اور گنگو تیلی سب ایک ہی تھیلی کے
چٹے بٹے ہیں نہ کوئی راجا ہے نہ پرجا ہم ہی راجا ہیں
ہم ہی پرجا خلق خدا کی ملک خدا کا ہم خود ہی

ملوک ہیں خود ہی مالک دنیا کی نعمتوں میں ہر
شخص کا حصہ مساوی ہے خواہ وہ عورت ہو یا
مرد نقد ہو یا جنس منقولہ ہو یا غیر منقولہ۔ ماس
کے پوت سب برابر۔ نہ کوئی کسی کا باپ نہ
کوئی کسی کا بیٹا۔ ایک توے کی روٹی کیا چھوٹی
کیا موٹی۔ ساری دنیا کو یہ موذی اپنے جال میں
پھانسنا چاہتے ہیں۔ مگر ہندوستانیوں کی جانب
نظر عنایت کچھ زیادہ ملتفت ہے۔ شوکت عثمانی کو
دیکھو اور کانپور کو دیکھو۔ ابھیں کہاں تک نوبت پہنچ رہی
ہے۔ بھلا [illegible] روسی اس مردود ناہنجار بالشویکی
تحریک کا اثر جب تک قائم ہے اس وقت تک مصارف
میں کمی کیونکر ہو سکتی ہے۔ اور جب مصارف میں
کمی کا امکان نہیں بلکہ ترقی کی توقع ہے تو محاصل
کیونکر نہ بڑھائے جائیں۔ لعن ابوک لعن ابوک
بر پدرت لعنت بر پدرت لعنت سنتے سنتے کان
بہرے ہو گئے۔ ابجی یہ سب لعنت ملامت بالشویکوں
کے ماتھے جائے گی۔ اسی لیے تو یار لوگ سے

نگاہ رکھتے ہیں ایسے وقت میں بچہ گھڑی کا

"ہم تو سالہا سال سے چیخ رہے تھے کہ وہ آیا۔ وہ آیا"
کوئی یقین ہی نہیں کرتا تھا۔ اب قدر عافیت
معلوم ہوئی یا اب بھی نہیں؟ یہ اسقول طالبعلم
بالشویکوں کا ایجنٹ ہے۔ اسکے قبضہ سے کاغذی گولے
بیضے نکلے غداریانہ کتابیں باغیانہ رسالے اور تحریریں
برآمد ہوئی ہیں۔ اگر عام پبلک کی طرح ہم بھی اس
فتنہ کی طرف سے غافل ہوتے اور پولیس کے مصارف
دیکھ کے ناک بھوں چڑھاتے تو کیسے کیسا دھوکا کھاتے
اندرونی دھڑکے ہی دنیا کی تنگ کرنے کو کیا کم ہیں۔
دوسرے سب سے بڑی بات یہ کہ شادی کی طرح جنگ
کا بیچا بھی بھاری ہوتا ہے"

پھر شور و شورا آسا برپا تھا۔ ابجی بالشویک گئے
اپنی ایسی تیسی میں اور جنگ کو کیا کہیں۔ سب لعن ابوک
بر پدرش لعنت۔ مصائب کا تانتا کسی طرح ختم ہی نہیں
ہوتا یہاں جان ان ہی دھڑکوں کے آدھی ہوئی
جاتی ہے۔ کچھ دنوں بعد مرغ روح۔ حق اللہ پاک ذات
اللہ کہتا ہوا پنجرا خالی کر دے گا۔ [illegible]

ڈسا ودھا نا لینے لگی۔ اور ہم ہمدردان مصنوعی کو گالیاں دیا کریں گے۔ اگر آپ کو فی الواقع ہمارا کچھ بھی خیال ہے لہذا کے لیے ہماری قسمت پر ہمیں چھوڑیے اور آپ کہیں ہو بیٹھیے یہ ڈھونڈھا رُکھ جانے اللہ ہم۔

اب پڑے جگادری ابو الابا را ڈین پنیل کونسل کی باری آئی آپ نے ڈنڈا سنبھالا اور لگے گو بار برسنے۔ کیا کہا کیا کہا ذری پھر تو کہنا۔ ارے یہ ابھی ہم زندہ ہیں اور ہمارے منھ در منھ یہ باتیں۔ تمھیں معلوم نہیں کہ لعن ابوک پہ پچاس لعنت سے لے کے ہم سے اترم اور اللہ اکبر تک باغیانہ کلمات ہیں ارے کوئی ہے لاؤ تو رسی۔ اے لیجیے رسی آئی جیل خانے بھرے گئے۔ مار دھاڑ۔ برن۔ بند۔ کمیشن۔ اوپر (انگلستان) سے سوال ہوا یہ کیا؟ جواب دیا کچھ نہیں قانون کی پابندی ہے۔ آئین اور ضابطہ کا نفاذ ہے۔ جواب کی معقولیت میں کلام نہیں۔ بیشک قانون ایسا ہی ہمہ گیر ہے اور ہمیشہ سے ہے۔ ہرگز نیا نہیں۔ چلیے اوپر والے بھی خاموش رہے۔ مگر لعن ابوک کا سلسلہ ختم نہ ہوا۔ آخر تحقیقات کی ٹھہری دست کمیشن دست کمیشن ڈولیاں پر ڈولیاں سواریوں پر سواریاں اترنے لگیں [؟] سے سارا گھر بھر گیا۔ [؟] ہوا بدل دی گئی۔ ابر لعنت کی بوچھار بالفعل بیچارے کمیشنوں کی جان پر ہے۔ لعن ابوک۔

ہم جناب نے حکومت وقت کو بارہا کھرا کھرا ایک پر ہے ایک منھ بولا باپ پیش کر دینے سے کام نہ چلے گا۔ اگر تمھارے چہیقانہ میں مصنوعی اور نقلی باپ بہت ہیں تو ہندوستانیوں کی زبان میں لعن ابوک کی تکرار کے واسطے قوت بھی کافی موجود ہے۔ اگر آج لعنت ملامت کی زد سے تم بچنا چاہتی ہیں تو کیا چاہا ایسی تدبیر کیوں نہ اختیار کرو کہ بیچارے باپ ہمیشہ کے لیے نجات مل جائے۔ اُس تدبیر کا خلاصہ یہ ہے کہ ٹھنڈے دل سے قوانین اور حقوق پر نظر ثانی وغیرہ داری کی عینک اتار دو اور انصاف کی عینک چڑھاؤ [؟] (انصاف سے یہاں مراد تمیش ہے) خدا نے چاہا تو کوئی مہینہ سا کہ پھر کا تم ہو جائے گی۔ ورنہ جتنے مدعی ایں فدہ امراض سے زیادہ تکلیف نہ پیچیے۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

لیجیے صاحب گل ریال میں غلط لگا انگلستان کی وزارت عظمیٰ قلابازی کھا گئی مگر واقعات [؟] سیاب ہو گئے کا خواب ہیں۔ اخبار کی غوں غاں سمجھ سے باہر ہے لیجیے کہا جاتا ہے کہ آپ کی آواز بیٹھ گئی ہے۔ لہذا آپ وزارت کے اسٹیج پر کھڑے نہیں ہو سکتے۔ سبحان اللہ مار دوں گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ وزارت ہے کوئی نیلامی کا پیشہ نہیں ہے جس میں چیخنے چلانے کی ضرورت ہو۔ گلے کے مرض سے اور وزارت سے واسطہ ہی کیا؟ بونر لا سے پہلے کیا کوئی وزیر اعظم بیمار ہی نہیں ہوا؟

اگر یہ صحیح ہے کہ بونر لا صاحب نے بیماری کی وجہ سے استعفا حاصل کر لیا تو اس انکار کے کیا معنے ہیں کہ میں اپنا کوئی بیان شائع نہ کروں گا کیونکہ اس قسم کی کارروائی سے پوچھا گچھی کا سلسلہ بیانات اور ثبوت کا پینڈورا کھل جائے گا۔ اس انکار سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرض کی گلو گرفتاری کے علاوہ اور بھی کوئی بات حلق میں اٹک گئی ہے کچھ دنوں سے ذی فہم اشخاص کا خیال تھا کہ وزارت کا عہدہ بونر لا صاحب کے لیے سانپ کے منھ کی چھچھوندر ہے۔ نہ نگلتے بن پڑتی ہے نہ اگلتے مشکل یہ ہے کہ اس چھچھوندر کا بچہ حلق میں اٹک گیا ہو تو آپ کے گلے میں آپریشن کیا گیا ہے جب آپ نے لندن میں قدم رکھا تو آپ بمشکل اپنے قدیم دوستوں کو پہچان سکے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بیماری حلق ہی پر نہیں بلکہ آنکھوں پر بھی حکمران ہے۔

خدا بخشے شیخ چلی صاحب مرحوم اپنی والدہ سے سسرال جانے کی اجازت حاصل کرنے گئے تو ماں نے کہا بیٹا دیکھو سسرال جاتے ہو تو بھکوں کی طرح اوندھے سیدھے کھانے پر نہ گر پڑنا۔ پہلے کھانا کھانے سے انکار کرنا جب اصرار حد سے بڑھے تو چھوٹے چھوٹے نوالے دو تین کھا کے اٹھ کھڑے ہونا۔ اگر بہت منت خوشامد کریں تو پیٹ بھر کے کھا لینا۔ شیخ صاحب جب سسرال پہنچ گئے تو کھانا کھا کے لوگوں نے کھانا کھلانا چاہا مگر ماں کی نصیحت نے کھانے نہ دیا۔ بھی بھوک نہیں ہے۔ میں تو گھر سے کھا کے چلا تھا جی ہاں تو شب کو کھانے کا عادی نہیں ہوں۔ دو تین سال سے اشتہا جاتی رہی۔ کھا لیتا ہوں تو بہت تکلیف ہوتی ہے کھاتا بھی ہوں تو بے رغبتی کھانا۔ انشاء اللہ صبح کو کھاؤں گا اس وقت کھا لوں گا تو بیمار ہو جاؤں گا۔ کوئی جان کا دشمن تھا نہیں جو زبردستی کھانا کھلا کے بیمار کر دیتا۔ لوگ چپ ہو رہے۔ شب کو شیخانی اور شیخ ایک ہی پلنگ پر لیٹے۔ مارے بھوک کے نیند نہیں آتی۔ کروٹیں بدل رہے ہیں۔ شیخانی بڑی کے سو رہیں آدھی رات کو شیخ صاحب چپکے سے اٹھے لوٹا ہاتھ میں لیا پیشاب کے بہانے باورچی خانہ کا جائزہ لینے لگے۔ طاق پر ہنڈیا رکھی تھی۔ ہنڈیا میں انڈے تھے۔ گھبراہٹ کا خدا بھلا کرے انڈا نکالتے میں ہنڈیا ہاتھ سے چھوٹ گری۔ دھماکا سنا۔ آپ نے جلدی سے سالم انڈا منھ میں رکھ لیا پیشاب کرنے بیٹھ گئے۔ ہنڈیا کے گرنے سے لوگ جاگے۔ دیکھا آپ پیشاب کر رہے ہیں پوچھا کچھ شور ہوا کیوں میاں کیا ہے؟ یہ دھماکا کیسا ہوا۔ کہیں تم گر تو نہیں پڑے۔ بی بی دوڑیں۔ سالی سالے سسر [؟] خدمت یہ وہ اپنا پرایا سب اکٹھا۔ انڈے صاحب گال میں تڑپ رہے کی صورت کہاں موقع نہیں ملتا کہ نگلیں یا اگلیں۔ جواب دینے سے بجا انڈا پھوٹتا تھا۔ جواب کون دیتا۔ ہر شخص لالٹین لیے ہوئے عضو عضو ٹٹولنے لگا۔ کہیں چوٹ تو نہیں آئی کہاں لگی کیونکر گرے۔ ارے یہ دیکھو تو گال میں کیا ہوا اتنے اسی زور سے گرے کہ گال سوج گیا۔ جلدی جراح کو بلوا بھیجا۔ سینک شروع ہوئی۔ جراح آیا۔ اتنے میں ہمسائے یار تھیں سب صرف کر دیں۔ علاج کی صورت نظر نہ آئی آخر نشتر نکالا [؟] شیخ صاحب نے انڈے کو زبان سے ٹھیل کے دوسرے گال میں کر لیا۔ جراح نے کہا تو یہ ورم بہت چلبلی اچھال چھکا ہے ادھر سے اچک کے لو ادھر پہنچ رہ گیا ایک طرف کا گال ہتھیلی سے خوب مضبوط دبایا دوسری طرف نشتر سے عمل کیا۔ آخر تاب کے منھ کھلا انڈا گرا۔ مادہ بہا۔ کپڑے خراب۔ بستر ستیاناس۔ غرض بعد خرابی بسیار مرض سے نجات ملی۔ مسٹر بونر لا سے التماس ہے کہ اس حکایت سے اپنا عارضہ کو بغور معائنہ فرمائیں۔ ڈاکٹر سے دریافت فرمائیں کا انڈا اگر نشتر جراح سے پھوٹا تو [؟] رہے گی۔ خود ہی کیوں نہ اسباب دخل

رجسٹرڈ نمبر ا ۔ ۱۲۸۲ ۔ اودھ پنچ لکھنؤ

سنہ ۱۹۰۳

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ چند نہایت مجرب ادویہ

حب یاقوت مقوی و ممسک	طلائے سیمی	...ف آتشک خاص الخاص	... گنجشک
[illegible]	[illegible] ... فی شیشی ...	[illegible]	[illegible] ... قیمت فی بکس ...

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطباء سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی کارڈ درکار ہے

فرمائش کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے | منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ | فہرست ادویات مفت طلب فرمائیے

[illegible]

شرائط ایجنسی

[illegible]